



## سوال

(419) نکاح کے ساتویں ماہ لڑکا جنم دینا

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری بیوی نے نکاح کے ساتویں ماہ لڑکا جنم دیا ہے، میرے دل میں اس کے متعلق بہت سے شکوک و شبہات پیدا ہو رہے ہیں، ویسے بیوی کی بدچلتی ظاہر نہیں ہوئی، اب میرے لیے کیا حکم ہے، اسے چھوڑ دوں یا لپٹنے گھر میں آباد رکھوں؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

کسی کی عزت و ناموس کے متعلق شکوک و شبہات کا اظہار کرنا شریعت میں انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے، پھر اپنی رفیقہ حیات کے بارے میں اس قسم کے خیالات ذہن میں لانا جس سے اس کی آبرو و مجروح ہوتی ہو بہت برا فعل ہے، جب کہ خاوند کو اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ بیوی کی بدچلتی ظاہر نہیں ہوئی، ایسے حالات میں بیوی کے متعلق بدگمانی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ شریعت نے نکاح کے چھ ماہ بعد پھر جنم دینے کو جائز قرار دیا ہے اور اسے حلال کا پتہ شمار کیا ہے، کیونکہ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَحَمْلُهُ وَفِطْلُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا [1]

”اس کے حمل اور دودھ پھڑانے کی مدت تیس (۳۰) ماہ ہے۔“

اور دوسرے مقام پر اس کے دودھ پھڑانے کی مدت دو سال یعنی چوبیس ماہ قرار دی گئی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَفِطْلُهُ فِي عَامَيْنِ [2]

”اور اس کی دودھ پھڑانے کی مدت دو سال ہے۔“

ان دونوں آیات کے مطابق اگر تیس ماہ سے دودھ پھڑانے کی مدت دو سال یعنی چوبیس ماہ نکال دی جائے تو باقی مدت چھ ماہ رہ جاتی ہے جو حمل کی مدت ہے، اس سے ثابت ہوا کہ حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے۔ لہذا اگر کوئی عورت نکاح کے ساتویں ماہ میں پھر جنم دیتی ہے جیسا کہ سوال میں ذکر کیا گیا ہے تو اس میں کسی قسم کے شکوک و شبہات میں مبتلا ہونے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)



[1] ۳۶/الاحقاف: ۱۵-

[2] ۳۱/لقمان: ۱۳-

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

## فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد: 3، صفحہ نمبر: 357

محدث فتویٰ